سعودی عرب کو جمہوریت سے بچائیں !!

تحریر
خالد سیال

شاہ جی سے میری شناسائی کئی سالوں پر محیط ہے، ان کا تعلق شیعہ مکتبِ فکر سے ہے، وہ اپنے عقائد و نظریات میں کافی حد تک متشدد بھی ہیں، پیشے کے لحاظ سے صحافی ہیں اور ایک بڑے صحافتی گروپ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ وہ پاکستان میں پیدا ہوئے، ایران میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی، دنیا کے اکثر ممالک میں جا چکے ہیں۔ ایران کے اعلیٰ حکومتی ایوانوں تک ان کی رسائی ہے۔ ہماری گاہے بگاہے چائے کے کپ پر گپ شپ ہوتی رہتی ہے، کبھی کبھی میں ان کو چھیڑتا ہوں تو وہ شروع ہو جاتے ہیں۔ اس دن ہماری گفتگو اور گپ شپ کا موضوع مشرق وسطیٰ میں ''جمہوریت'' اور تبدیلی کی لہر تھی۔

شاہ جی کئی بار سعودی عرب کا سفر بھی کر چکے ہیں اور حج و عمرہ کی سعادت بھی حاصل کر چکے ہیں ان کا کہنا ہے کہ وہ ایران، عراق، شام اور عرب ریاستوں سمیت دنیا بھر کی سیر و سیاحت کر چکے ہیں مگر جو سکون اور لذت مکہ و مدینہ میں جا کر حاصل ہوتی ہے اور بیت اللہ اور مسجد نبویؐ کی صفوں پر بیٹھ کر جو اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ شاہ جی کے خیال میں سعودی عرب میں آل سعود کی حکومت نے ''حرمین شریفین'' کی جس طرح خدمت کی ہے اور حجاج کرام اور زائرین کیلئے جو سہولیات فراہم کی ہیں اس کی پوری تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی، اس لیے کم از کم سعودی عرب کو موجودہ جمہوریت سے بچایا جانا چاہیے ان کا کہنا ہے کہ اگر پانچ سال کی باری لینے والے جمہوری حکمران سعودی عرب پر بھی مسلط ہو گئے تو وہ نہ صرف حرمین شریفین کا تقدس پامال کر دیں گے بلکہ سعودی عرب کی موجودہ حکومت حرمین شریفین کی جس طرح توسیع اور تزئین و آرائش کر رہی ہے اور اللہ کے مہمانوں کی جس طرح خدمت کر رہی ہے پانچ سال کیلئے آنے والے جمہوری حکمرانوں کو ان کے بارے میں سوچنے کی فرصت بھی نہیں ملے گی۔

یہ حقیقت ہے کہ 23 ستمبر 1932ء کو جب سعودی حکومت کے بانی شاہ عبدالعزیزؒ نے عنان اقتدار سنبھالی تو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ چند ہی برسوں کے اندر اندر سعودی عرب امن و امان کا

گہوارہ اور معاشی اعتبار سے امیر ترین ملک بن جائے گا۔اس سے قبل صورت یہ تھی کہ سرزمین حجاز میں غربت و افلاس کے گہرے بادل چھائے ہوئے تھے اور بدامنی کا یہ عالم تھا کہ حجاج کرام کے قافلوں کو بھی لوٹ لیا جاتا تھا۔ مکہ کے بدوؤں کی لوٹ مار کی داستانیں دور دور تک سنائی دیتی تھیں، ان حالات میں شاہ عبدالعزیزؒ نے انقلاب برپا کر کے جب ایک اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی اور قرآن وسنت کے نظام کو عملی طور پر نافذ کر دیا تو سعودی عرب کی پتھریلی اور بنجر زمین نے اپنے اندر چھپے خزانے اگلنے شروع کر دیے اور دیکھتے ہی دیکھتے سعودی عرب نہ صرف دنیا کے امیر ترین ممالک کی صف میں کھڑا ہو گیا بلکہ اس نے کئی ترقی یافتہ ممالک کو امداد دینا بھی شروع کر دی۔

یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے نظام حیات پر عمل پیرا ہونے کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سعودی عرب کیلئے اپنے رزق کے خزانے کھول دیے، آج دنیا کو زیادہ تر تیل صرف سعودی عرب سے سپلائی کیا جاتا ہے۔ مال و دولت کی فراوانی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے سعودی عرب کی حکومت کو ''الغنی غنی النفس'' کے مصداق بڑا دل بھی دیا ہے۔سعودی عرب نے اپنی حکومت کے خزانے کا منہ دنیا بھر میں مسلمانوں، غریب اقوام کی امداد اور دنیا میں قرآن وسنت کی تعلیمات کو پھیلانے کیلئے کھول دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے دولت کی جو فراوانی دی، سعودی حکومت نے اس پر سانپ بن کر بیٹھنے کی بجائے اسے دنیا بھر میں پھیلا دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ سعودی حکومت نے اندرون ملک بھی تعمیر و ترقی کیلئے دل کھول کر سرمایہ خرچ کیا، ملک کے کونے کونے میں عام شہریوں تک وہ تمام سہولیات پہنچا دی گئیں جو شاہی خاندان کو حاصل ہیں۔اس وقت دنیا میں سعودی عرب واحد مملکت ہے جہاں شاہی خاندان کا کوئی فرد بھی جرم کرتا ہے تو اسے وہی سزا دی جاتی ہے جو عام سعودی شہری کو ملتی ہے۔

ریاستی وسائل کا فائدہ نہ صرف عام سعودی شہریوں تک پہنچتا ہے بلکہ بیرون ملک سے آئے ہوئے لاکھوں افراد بھی سعودی عرب کے وسائل سے اپنے خاندانوں کی کفالت کر رہے ہیں۔ دنیا کے ہر مسلمان کا دل سعودی عرب کے ساتھ دھڑکتا ہے، دنیا کے کسی دور دراز کونے میں بسنے والے مسلمان کی بھی یہ دلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ زندگی میں کم از کم ایک بار دیار حبیب ﷺ کا چکر ضرور لگائے، اس کی وجہ سعودی عرب کا سرمایہ نہیں بلکہ اللہ کا گھر، بیت اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا شہر مدینہ منورہ ہے۔ ہر مسلمان چاہتا ہے کہ وہ بیت اللہ کا طواف کرے جہاں ہر وقت اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ ان گلیوں اور بازاروں میں چلے پھرے، جہاں اس کے آقا و مرشد، سید الرسل ﷺ چلتے پھرتے تھے۔

سعودی عرب کی حکومت کے ساتھ دنیا بھر کے مسلمانوں کے دل اس لیے بھی دھڑکتے ہیں کہ اس نے ''حرمین شریفین'' کی خدمت کیلئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ شاہ عبدالعزیزؒ سے لے کر شاہ عبداللہ تک ''حرمین شریفین'' کی تزئین و آرائش اور توسیع و تعمیر کا جتنا کام ہوا، اور ہو رہا ہے شاید سرزمین حجاز کی پوری تاریخ میں کبھی بھی اتنا کام نہیں ہوا، ابھی شاہ عبداللہ کے حکم سے ''حرمین شریفین'' کی توسیع کا جو کام جاری ہے، وہ مکمل ہونے کے بعد اگلے تقریباً سو برس تک مزید توسیع کی ضرورت نہ رہے گی۔

سعودی عرب کے بادشاہ خود کو ''خادم الحرمین الشریفین'' کہلانا باعث فخر سمجھتے ہیں۔ آج دنیا بھر کے مسلمان اگر سعودی عرب کی حکومت کا احترام کرتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس حکومت نے خود کو حرمین شریفین اور ہر سال لاکھوں کی تعداد میں دنیا کے کونے کونے سے آنے والے اللہ کے مہمانوں کی خدمت کیلئے وقف کر رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب کی حکومت کو کمزور کرنے کی کوئی سازش سامنے آتی ہے تو دنیا بھر کے مسلمانوں میں تشویش کی لہر دوڑ جاتی ہے اور وہ مسلکی اور فقہی اختلافات سے بالاتر ہو کر ایک ایسی حکومت کی مدد و اعانت اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں جس نے اپنی سرزمین پر قرآن و سنت کے نظام کو نافذ کر رکھا ہے۔

گزشتہ چند برسوں سے مشرق وسطی کے بعض ممالک میں تبدیلی کی جو لہر اٹھی ہے بعض حاسدین تب سے یہ امید لگائے بیٹھے ہیں کہ اس ''انقلاب'' کو سعودی عرب اور خلیجی ریاستوں تک پھیلا دیا جائے لیکن سرتوڑ کوششوں کے باوجود اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو پائے۔ اس کی بڑی اور بنیادی وجہ یہ ہے کہ سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کے ممالک کے حکمرانوں نے اپنے عوام کی فلاح و بہبود اور ان کو بنیادی سہولیات کی فراہمی کیلئے بے شمار اقدامات کیے ہیں اور ریاستی وسائل پر قابض ہونے کے بجائے عوام کو ان میں شامل کیا ہے اور وہاں کے عوام نہ صرف اپنے حکمرانوں سے خوش ہیں بلکہ ان کی درازی عمر کیلئے دعا گو رہتے ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ اگر ''جمہوری'' حکمران ان پر مسلط ہو گئے تو وہ ان کا حشر بھی وہی کریں گے جس سے دیگر ممالک کے ''جمہوری'' عوام دوچار ہیں۔ اس لیے سعودی عرب، کویت، بحرین اور متحدہ عرب امارات کے عوام ایسی جمہوریت سے پناہ مانگتے ہیں جو انہیں مسائل سے دوچار کر دے اور ان کے منہ سے آخری نوالہ بھی چھین لے۔ وہ ایسا سوچنے میں یقیناً حق بجانب ہیں کہ حکومت کا کام عوام کو سہولیات اور انصاف فراہم کرنا ہے نہ کہ انہیں مسائل سے دوچار کر کے پریشان کرنا۔ شاہ جی کا خیال ہے کہ کم از کم سعودی عرب میں وہ ''جمہوریت'' کبھی نہیں آنی چاہیے جس کا ہم روزانہ مشاہدہ کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو ہم حرمین شریفین میں ویسے سکون اور اطمینانِ قلب کے ساتھ عبادت بھی نہیں کر پائیں گے، جس طرح آج ممکن ہے۔